VOL- 9, ISSUE-1, 2025

Al-Safiir

https://al-safiir.com/index.php/Al-Safiir/About-the-Journal

2709-605X Online ISSN

2709-6041 Print ISSN

(Intellectual Deviation in Selected Poems from Noon Mim Rashid's Poetry Collection "Mawra")

ن۔م راشد کے شعری مجموعے "ماورا" کے منتخب نظموں میں فکری انحراف

Humaira
Assistant Professor Urdu, Islamia College University Peshawar
Dr shahabuddin
Lecturer Urdu, Islamia College University Peshawar
Dr muhammad sulaiman
Lecturer Urdu, Islamia College University Peshawar

Abstract

Noon Mim Rashid's actual name was Nazar Muhammad Rashid. He is famed in the literary world as Noon Mim Rashid. He was born on Aug 13th, 1921 in Gujranwala, West Pakistan. He obtained his degree in Masters in Economics from Government College Lahore in 1932. Rashid's first collection of poetry "Mawaraa" was published in 1941. In this collection, he revolted against the contemporary and prevalent poetic traditions and shed light on tabooed and controversial topics like colonialism, imperialism and slavery, sex, spirituality, escapism, modern man, unattainability, and nostalgia from a fresh, deep, and philosophical standpoint. In "Mawaraa", Rashid has completely deviated from his contemporary poetic traditions. This deviation, as far as the subject matter is concerned, freed the modern Urdu poem from traditional bounds and shackles and paved the way for its evolution.

ن۔م راشد جدید دور کے اہم نظم نگار ہیں ان کے شعری تخلیقات سے اردو نظم کی دنیا میں ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ن۔م راشد نے اُردو نظم کو تکنیک، ہیئت، اسلوب طرزِ احساس اور موضوعات کی سطح پر ایک نئے آہنگ سے روشناس کیا۔ن۔م راشد نے اپنی ذہانت، وسیع مطالعے اور خداداد شاعرانہ صلاحیت کی بدولت اُردو نظم کا کینوس وسیع کیا۔راشد کے چار شعری مجموعے اُردو شاعری بالخصوص نظم کا گرا قدر سرمایہ ہیں۔ان کا پہلا شعری مجموعہ "ماورا" 1977ء میں شائع ہوا۔زمانی اعتبار سے ن۔م راشد کی شاعری میں ایک ارتقائی کیفیت پائی جاتی ہے۔یہ ارتقاء فکر وفن دونوں حوالوں سے راشد کی شاعری کا خاصہ ہے۔

ان کے پہلے شعری مجموعے "ماورا" کی بیشتر نظموں میں طرزِ فکر اور طرزِ ادا دونوں رومانوی ہیں۔

" نظم "انسان" میں راشد انسانی فطرت کی متنوع پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہوئے قارئین کو دعوتِ فکر دیتے ہیں :

"الہیٰ تیری دنیا جس میں ہم انسان رہتے ہیں
غریبوں، جاہلوں، مردوں کی بیماروں کی دنیا

یہ دنیا بے کسوں کی اور لاچاروں کی دنیا
ہم اپنی بے بسی پر رات دن حیران رہتے ہیں)"1(

راشد نظم انسان میں اس نقطے کو واضح کرتا ہے کہ مذہب اور خدا کی تشریح غلط اور غیر ذمہ دار لوگوں نے کی ہیں۔ جس نے جدید انسان کو روحانی اور مادی افلاس کا شکار کیا ہے انسان جس کو خدا نے کائنات کے پنہاں رازوں کو آشکارا کرنے کی دعوت دی ہے جس کو جہد مسلسل سے کائنات کی تسخیر کا حکم دیا ہے وہ انسان خدا اور مذہب کو صرف ظاہری رسومات تک محدود کرکے اپنی اصل کو پانے سے قاصر ہو گیا ہے یعنی کہ مذہب کی اصل روح کے مردہ ہونے پر اور اس کے سنگین نتائج پر شاعر اس نظم میں نوحہ خوانی کرتا ہے:

نظم "ستارے" میں ستارہ امن، خوشحالی، شعور ذات اور شعور کائنات کا استعارہ ہے۔ شاعر رات کی تاریکی کو چھوٹے چھوٹے لاتعداد ستاروں کی ملی بھگت سے پر اسرار، دلکش اور جادوئی کیفیت میں بدلنے کی استعداد کو نوعِ انسان کی تگ و دو کا سرچشمہ بننے کی خواہش کو ظاہر کرتا ہے:

"یہی عادت ہے روز اولیں سے ان ستاروں کی
چمکتے ہیں کہ دنیا میں مسرت کی حکومت ہو

چمکتے ہیں کہ انساں فکر ہستی کو بھلا ڈالے
لیے ہے یہ تمنا ہر کرن ان نور پاروں کی

کبھی یہ خاک داں گہوارۂ حسن و لطافت ہو
کبھی انسان اپنی گم شدہ جنت کو پھر پا لے)"2(

نظم کے آخری حصے میں شاعر فطرت کی مہربانی اور انسانی اعمال وافعال کی کج روی کا ماتم بھی کرتے ہیں اور "نور پاروں" کی نوعِ انسان کی اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز ہونے کی خواہش کا اظہار بھی۔ نظام "ستارے" راشد کی تعمیری سوچ کی ایک علامت ہے جس کے توسط سے وہ فطرت کے عناصر کا مشاہدہ کرکے زندگی کو نئی راہوں پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں۔

بقول ڈاکٹر وزیر آغا:

"ماورا کے نظموں کے مطالعے سے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ شاعر نے کچھ کہنے سے پہلے خاصی سوچ بچار کی ہے۔ ان نظموں میں جذباتی موضوعات کی بندشوں کے باوجود تفکر کی ایک باریک سی لہر اُبھری ہوئی نظر آتی ہے"۔)3(

"میری محبت جواں رہے گی" میں راشد محبت کے نئے تصور کو سامنے لاتا ہے وہ محبت کے لازوال ہونے کی تائید کرتا ہے اُن کے نزدیک محبت انسانی وجود کے تانے بانے میں بنی ہوئی وہ پر اسرار قوت ہے جو کسی بھی انسان کے دامن کو زمانے بھر کی لطافتوں سے بھر دیتا

ہے، جو ذوقِ تقدس عطا کرتا ہے، جو دامنِ دل کے گلستان کو بہار جاوید عطا کرتا ہے۔ محبت روحانی سطح پر انسان کو مختلف کیفیات اور تجربات سے متعارف کراتا ہے۔ شاعر کے لیے اُن کیفیات کا حسی تجربہ دراصل محبت کی اصل دین ہے۔

مثلاً: وہ کہتے ہیں:

"کیا ہے جب سے غمِ محبت نے دیدۂ التفات پیدا
نئے سرے سے ہوئی ہے گویا مرے لیے کائنات پیدا
ہوئی ہے میرے فسردہ پیکر میں آرزوئے حیات پیدا)"4(

شاعر کے مطابق محبت میں نارسائی، ہجر، بے وفائی، بے رخی وغیرہ سب انسانی شخصیت کو مخصوص سانچے میں ڈھالنے کے لیے ضروری ہے اگرچہ وقت جذباتی ٹھیس تکلیف دہ ہوتی ہے لیکن اسی آگ میں جل کر شخصی صفات کندن بنتے ہیں۔ بقول خلیل الرحمن اعظمی:

"ماورا کا شاعر ذات کو ایک ہمہ گیر وسعت دینے کی آرزومندی کا شکار ہے، جنسی عشق اس وسعت کا محض ایک جزوی عنصر ہے۔ شاعر کی روحانی تگ ودو کی اصل منزل ایک ایسی ناقابل حصول بصیرت ہے جو اس کو مضطرب رکھتی ہے"۔)5(

نظم "فطرت اور عہد نو کا انسان" میں راشد جدید انسان اور فطری کائنات کے مابین پیچیدہ اور پہلودار تعلقات کی تسخیر ذہنی سفر کا آغاز کرتا ہے اور فطرت کے روایتی اور رومانوی تصورات سے آگے نکلتا ہے۔ جدید انسان اور عصر حاضر کے درمیان کثیر جہتی حرکیات کو تلاش کرتا ہے۔ راشد اس نظم میں مروجہ نظام زندگی کو چیلنج کرتے ہوئے انسانی تہذیب کی ترقی اور فطرت کے ساتھ گہرے تعلقات کے اندرونی تڑپ کے درمیان فرق پر روشنی ڈالتا ہے۔

نظم "خواب آوارہ" میں راشد خوابوں کے اندر سرایت شدہ گہری اہمیت اور تبدیلی کی طاقت میں ڈوبتا ہے۔ شب کے عارضی فریبوں کی بجائے وہ خوابوں کو لاشعور کے لیے پورٹل کے طور پر تصور کرتا ہے جو روح کی گہرائیوں سے سرگوشیوں کی صورت میں شعوری سطح پر گہرے پیغامات اور بصیرتیں لے کر آتا ہے۔ اس نظم میں راشد خواب دیکھنے والے کو رات کے خوابوں کے غیر فعال وصول کنندہ کے طور پر نہیں بلکہ ایک متلاشی کے طور پر پیش کرتا ہے جو دماغ کے نہاں خانوں میں گھومتا ہے اور خوابوں کے مناظر میں معنی اور انکشافات کی تلاش کرتا ہے۔ جس کا اظہار شاعر کچھ یوں کرتا ہے:

"مجھے ذوقِ تماشا لے گیا تصویر خانوں میں
دکھائے حسن کارواں کے نقوشِ آتشیں مجھ کو
اور ان نقشوں کے محرابی خطوں میں اور رنگوں میں
نظر آیا ہمیشہ ایک رویائے حسیں مجھ کو)"6(

نظم "خواب آوارہ" میں راشد بڑے پیمانے پر اپنے دور کے شعراءسے فکری طور پر منحرف نظر آتے ہیں کیونکہ وہ خوابوں کی نئی جہت کو متعارف کراتے ہیں وہ خواب دیکھنے والوں کے باطنی کیفیات وخواہشات، اُمنگوں اور خدشات کی عکاسی کرتے ہیں جو رات کے پہر فطرت کے خفیہ پیغامات کو وصول کرتے ہیں۔

بقول ڈاکٹر جمیل جالبی:

"ان نظموں میں زندگی اور وجود کی لاحاصلی اور بے معنویت کا شدید کرب اور انکشافِ ذات کی منزلوں تک پہنچنے کی وہ سعی ملتی ہے جو آج پوری دنیا کی جدید شاعری کا نقطہ ارتکاز ہے۔ راشد کا ہنر یہ ہے کہ اُنہوں نے اس کرب اور المیے کو محسوسات کی سطح پر بھی دیکھنے کی کوشش کی اور فکری سطح پر بھی۔ اس طور وہ اپنے مخصوص شعری کردار کو برقرار رکھتے ہوئے اُردو شاعری کے جدید ترین میلانات سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں"۔ (7)

راشد نے اپنی نظموں میں نہ صرف فکری سطح پر انحراف برتا ہے بلکہ اُنہوں نے ہیئت، اسلوب، اور لسانی سطح پر بھی کافی تغیر و تبدل کو جدید نظم کے توسط سے اُردو شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ راشد کی نظموں کا خاص کر اُنکے پہلے شعری مجموعی "ماورا" میں منفرد موضوعات اور عام موضوعات کی انوکھی پیش کش نے جلد اُن کو "باغی شاعر" کے نام سے مشہور کیا۔ راشد نے "ماورا" کے نظموں میں بظاہر رومانوی موضوعات میں پوشیدہ گہرے انسانی دکھ اور المیے کو پیش کیا ہے۔ راشد تلخ اور کھردری حقیقتوں کو شب و روز کے بدلتے منظر ناموں اور بدلتی انسانی کیفیات کے تناظر میں اپنے شاعری کا موضوع بناتے ہیں۔ اپنی ایک نظم "مکافات" میں ان تلخ حقائق کا تذکرہ کرتے ہیں۔

"یہ مل رہی ہے مرے ضبط کی سزا مجھ کو
کہ ایک زہر سے لبریز ہے شباب مرا

اذیتوں سے بھری ہے ہر ایک بیداری
مہیب و روح ستاں ہے ہر ایک خواب مرا
پیام مرگ جوانی تھا اجتناب مرا" (8)

ن۔ م راشد کی شاعری میں فکری انحراف دراصل اُن کی شاعرانہ شخصیت کی خود شناسی کا سفر تھا۔ روایتی شاعر کے برعکس اُن کی ساری توجہ بیرونی عناصر کی بجائے اندرونی کیفیات ادراک اور احساسات پر مرکوز رہی۔ راشد نے اپنے ذہنی اور قلبی واردات کو کسی روایتی سانچے میں ڈالے بغیر صفحہ قرطاس پر منتقل کیا۔

ڈاکٹر جمیل جالبی راشد کی روایت شکنی کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"میں سمجھتا ہو راشد شاعروں کا شاعر ہے اُس کی شاعری عام پسند کی شاعری نہیں ہو سکتی۔ محض اس لیے نہیں کے اس میں روایتی اسالیب بیان سے انحراف کیا گیا ہے۔ بلکہ اس لیے کہ اس میں معنوی اعتبار سے بھی ایک ایسا انحراف پایا جاتا ہے جسے قبول کرنا اسان نہیں۔ راشد نرم وملائم یا دوسرے لفظوں میں " سکہ بند" شاعرانہ جذبات کا شاعر نہیں، سخت اور کھردارے جذبات کا شاعر ہے۔" (9)

حوالہ جات:

1. ن۔م راشد "ماورا" مکتبہ فکراردو لاہور، ص۔ن 10
2. ن۔م راشد "ماورا" مکتبہ فکراردو لاہور، ص۔ن 47
3. ڈاکٹر وزیر آغاز، " نظم جدید کی کروٹیں، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ص۔ن 37
4. ن۔م راشد، "ماورا"، مکتبہ فکراردو لاہور، ص۔ن 50
5. ڈاکٹر خلیل الرحمٰن عظمیٰ" ن م راشد" فکروفن" مکتبہ شعر وحکمت دہلی ص۔ن 50
6. ڈاکٹر جمیل جالبی، ن۔م راشد ایک مطالعہ " مکتبہ اسلوب کراچی، ص۔ن 79
7. ن۔م راشد، "ماورا" مکتبہ فکرلاہور، ص۔ن 57
8. ن م راشد" مکتبہ فکرلاہور، ص۔ن 62
9. ڈاکٹر جمیل جالبی" ن م راشد ایک مطالعہ " مکتبہ اسلوب کراچی ص۔ن 97